غیر احمدیوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کا آخری فیصلہ

اس وقت غیر احمدیوں کے متعلق احمدیوں کے فتوے کا سوال عام ہو رہا ہے۔ الحکم میں اس سے پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر ایڈیٹر المنیر جھنگ نے خواجہ صاحب کے ایک فتوے کو شائع کر کے سخت ابتلاء میں ڈالدیا ہے۔ اور کثرت سے خطوط آ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی اس مضمون پر قلم اٹھانا پڑا۔ جہلم کے سزا یافتہ اخبار نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات اور خواجہ صاحب کے فتوے کو بالمقابل رکھکر سوال کیا ہے۔ کہ ان میں سے صحیح کونسا ہے؟ اس کا جواب اس راحت سے خود خواجہ صاحب دیں گے۔ مگر میں ایڈیٹر سراج الاخبار کی بیبا کی پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ کیا وہ اتنا بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہی صحیح اور حق ہے۔ اور آپ کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں کسی شخص کو خواہ کوئی بھی ہو حق اختلاف حاصل نہیں۔ اور نہ ایسا فتوے احمدی قوم کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہم اپنا امام رکھتے ہیں۔ اسی کا قول فیصل اور ناطق اور حجت ہے۔ خواجہ صاحب اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں جس طرح پر ایڈیٹر الحکم اپنی کسی رائے کا آپ جوابدہ ہے۔

پیسہ اخبار میں جناب خواجہ صاحب کا جو مضمون طبع ہوا ہے۔ اس کے متعلق بھی بحث چھڑ رہی ہے۔ کہ جب مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر سے حضرت مسیح موعودؑ نے فرما دیا کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے اب کسی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ تقدم علے الامام کرے؟ اس لئے اس قسم کے خدشات کو دور کرنے کے واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتوں کے ضمن میں آپ کا آخری فیصلہ اس سوال کے متعلق شائع کر دینا اس نمبر کے حسب حال ہے۔

یہ غلط فہمی پیدا نہ ہوتی اگر جناب خواجہ صاحب قبلہ مسٹر فضل حسین صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکالمہ کو پورا درج کر دیتے۔ اس کو پڑھ کر معلوم ہوگا۔ کہ مسٹر فضل حسین صاحب نے بار بار حضرت سے یہ کہلوانا چاہا۔ کہ کسی طرح وہ غیر احمدی لوگوں کے متعلق وہ فتوے دیدیں۔ جو آج خواجہ صاحب نے دیا ہے۔ مگر حضرت نے بار بار اس کی تشریح کی۔ امید ہے کہ اس آخری فیصلہ اور فتوے کے بعد اس سوال کو نہ چھیڑا جاویگا۔ میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں اس بحث کو محض امر حق کے اظہار اور امر بالمعروف کے نیچے لکھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسے زید و بکر کی دوستی یا دشمنی پر محمول کرتا ہے۔ تو وہ میری نیت پر حملہ کرتا ہے۔ اور اظہار حق اور امر معروف کے مقابلہ میں شخصیت کا غلام ہو کر بدظنی پھیلاتا ہے۔ سلسلہ حقہ میں ایک ہی شخصیت ہوتی ہے۔ جو مفترض الطاعۃ ہوتی ہے۔ اور وہ امام کی شخصیت ہے۔ اس پر ہم تقدم اور تقول کرنے کی خدا سے پناہ چاہتے ہیں۔ سو وہ فیصلہ یہ ہے۔ جو بدر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۶ پر درج ہے۔ اور جس کو جناب خواجہ صاحب نے اپنی تائید میں پیسہ اخبار میں ادھورا نقل کیا ہے۔

ہمارے مخالفوں نے اپنے آپکو کس طرح کافر بنایا

پھر اس معزز ملاقات کرنے والے (مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء) نے عرض کیا کہ اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے۔ تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی نہیں رہتا۔

فرمایا۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بن جائے آپ کو شائد معلوم نہ ہو۔ جب میں نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا تو اسکے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابو سعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتویٰ تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ضال ہے اسکا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ یا انہیں مسلمان کہے۔ وہ بھی کافر۔ اب سنو! یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ جو مومن کو کافر کہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ پس اس مسئلہ سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ خود ہی کہہ دیں کہ ان حالات کے ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے ان کو پہلے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ اب انہیں کافر کہا جاسکتا ہے۔ تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہمنے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ اس نے جواب لکھا ہم تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا۔ کہ وہ آپکو کافر کہتے ہیں۔ کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اسمیں کیا حرج ہے۔ فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے۔ اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

اس شخص نے کہا جو کافر نہیں کہتے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا۔ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ ہم خوب آزما چکے ہیں۔ کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں۔ ان کا حال ہے۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الیٰ شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ یعنی سامنے تو کہتے ہیں کہ ہمارے تمہارے ساتھ کوئی مخالفت نہیں۔ مگر جب اپنے لوگوں سے مخلی بالطبع ہوتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے پس جب تک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں۔ کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دے دیتا ہوں۔ کہ وہ ان کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ آپ ہمیں شریعت سے باہر مجبور نہیں کر سکتے جب اس میں بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ تو ہم انہیں کس طرح مسلمان کہیں۔ اور ان مکفرین اہل حق کو کافر نہ جانیں ہم کس طرح سمجھیں کہ وہ سچے مسلمان ہیں۔ جب ان کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی عظمت نہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ وہ اپنے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا پاس کرے۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ اسی کے مطابق عقیدہ رکھے۔

اس پر اس شخص نے مکرر وہی کہا۔ آپ نے پھر بالتفصیل سمجھایا۔ کہ دیکھو پہلے اپنے ملاں لوگوں سے پوچھ تو دیکھیں۔ کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں۔ یہ ایسا کافر ہے کہ یہود و نصاریٰ سے بھی اس کا کفر بڑھکر ہے۔ پس جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو جب مخلصی کا پیغام پہونچا۔ تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے یہ تو پوچھو کہ میرا قصور کیا ہے۔ سو آپ صلح سے پہلے یہ تو پوچھئے کہ ہم میں کفر کی کونسی بات ہے ہم تو جو کچھ کرتے ہیں۔ سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلال و عزت کا اظہار موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ہم تو تینوں طبقوں کے لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر ان کو کیا کہیں۔ جو مومنوں کو کافر کہیں۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھیں گے۔ جب تک کہ وہ ان سے اپنے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان کے مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔

میں کیونکر احمدی ہوا

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

میں اللہ تعالیٰ کے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شائد نہ پہچان سکتا۔ اگر جناب مولانا شاہ سراج الحق صاحب نعمانی جمالی سرساوہ تشریف نہ لیجاتے آپ ۱۸۹۴ء یا ۱۸۹۵ء کو قادیان شریف سے ہی سرساوہ تشریف لے گئے تھے۔ جب آپ سرساوہ گئے۔ تو عام لوگوں نے آپ سے مخالفت شروع کر دی۔ مگر آپ نہایت خندہ پیشانی سے اور نرمی سے ہر شخص کو اس کے سوال کا جواب دیتے۔ اور فرماتے ٹھنڈے دل سے غور کرو انکار کرنے میں جلدی نہ کرو۔ آپ کی نرمی کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ میرے قلب پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ تو میں نے آپ کی باتوں میں بہت دلچسپی سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں میں پیران کلیر گیا۔ اور حضرت صابر علیہ الرحمت کے عرس میں شامل ہوا۔ اور فقرائے عظام کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا۔ اور ان کے حال وقال میں غور کرنا شروع کر دیا۔ اور جب میرے قلب کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔ تو مجھے ایسی مایوسی ہوئی کہ میرا قلب غم سے بھر گیا۔ اور حضرت صابر علیہ الرحمتہ کے مزار میں حاضر ہو کر دعا کی اور وہ دعا کیا تھی۔ رحمت خدا تھی جس کا اثر یہ ہوا تھا۔ کہ جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی محو حیرت تھے۔ اور مجھے بت کیطرح سے کھڑے کو دیکھتے تھے جب میں دعا سے فارغ ہو کر السلام علیکم کہکر مزار سے باہر نکلنے لگا۔ تو بعض صوفی جو وہاں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے روکنا چاہا۔ مگر میں باہر نکل آیا۔ اور وہاں سے چل پڑا جب میں رڑکی پہونچا تو وہ ریل چھوٹ گئی جس میں میں نے سوار ہونا تھا۔ پیدل ہی چل پڑا۔ اور راستے میں جب شام ہو گئی۔ تو میں موضع سلیم پور میں اپنی خالہ صاحبہ کے گھر قریب عشا کے وقت پہنچا اور کھانا کھا کر جب فارغ ہوا تو آرام حاصل کرنے کے لئے اسی چارپائی پر لیٹ گیا۔ اور لیٹتے ہی نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ نماز عشاء بھی نہ پڑھ سکا۔ جب نیم شب گذر گئی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ میرے جناب چچا شیخ عبداللہ صاحب مجھے سوتے کو جگاتے ہیں۔ اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ اٹھو اٹھو محمد اسمٰعیل رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں گھبرا کر جلدی سے اٹھا اور چچا صاحب بزرگوار سے دریافت کیا۔ چچا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ وہ دیکھو تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے شوق بھری نظروں سے جب اوپر دیکھا۔ تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے ہیں۔ اور سیدھے آرہے ہیں۔ جب آپ قریب آگئے تو میں نے آپکو اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سنبھال لیا۔ اور آپ کو تخت پر بٹھلا دیا۔ آپ کا رخِ مبارک جانب شمال تھا۔ میں آپ کے سامنے تخت کے نیچے ہی کھڑے کھڑے آپ کے ساتھ اپنے ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپ نے نہ مصافحہ ہی کیا۔ اور نہ میرے السلام علیکم کا جواب ہی دیا۔ اپنا رخ مبارک جانب مغرب کر لیا۔ پھر میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپ نے اپنا رخِ مبارک جانب جنوب کر لیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور پھر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپ نے اپنا رخِ مبارک جانب شرق کر لیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور پھر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم۔ آپ نے اپنا رخِ مبارک جانب شمال کر لیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور کہا یا رسول اللہ السلام علیکم یہ کہکر میری نظر آپ کے رخِ مبارک پر پڑی۔ اور اور آپ کا جمال جب کیا تو عجیب ہی دل فریب جمال تھا جو پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور نہ سنا ہی تھا۔ مگر آپ کی بائیں آنکھ بالکل اندر گھسی ہوئی ہے۔ یہ دیکھکر میرے قلب میں یہ یقین ہوا کہ یہ تو میں ہی کانا ہوں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کانے نہیں ہیں۔ آپ تو آئینہ ہیں۔ مجھے اپنا نقص ہی نظر آیا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی میں استغفار پڑھنے لگا۔ جوں جوں میں استغفار پڑھتا ہوں۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہاں تک آپ کی آنکھ مبارک بالکل صاف اور ستھری ہو گئی۔ جیسی دائیں آنکھ تھی ویسی ہی بائیں آنکھ بھی ہو گئی۔ یہ دیکھکر میں کہتا ہوں کہ میرے خدائے عزوجل نے میرے استغفار کو قبول فرما لیا۔ اور میرے نقصوں کو دور فرما دیا۔ اور میرے نقصوں کو معاف فرما دیا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھر مصافحہ کے لئے بڑھائے اور کہا یا رسول اللہ السلام علیکم۔ آپ نے اپنے دونوں دستِ مبارک بڑھا دئے۔ اور مصافحہ کیا اور فرمایا وعلیکم السلام دیر تک میرے ہاتھوں کو اپنے پاک ہاتھوں میں رکھا۔ اور میں خوشی میں ایسا مسرور تھا کہ منہ سے اور تمام جسم سے اور ہر میرے جسم کے رونگٹیں میں سے درود شریف کی آواز نکل رہی تھی۔ اور درود شریف یہ تھا۔ اللھم صل علی محمد و الہ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید یہ کیفیت ایسی پر لطف تھی کہ جس سے میری زندگی پر فنا سی طاری ہو گئی تھی۔ آپ کے جمال پاک نے ایسا اثر کر دیا تھا۔ کہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ آپ کے رخ مبارک سے ذرا بھی ادھر ادھر دیکھوں آپ کے رخ مبارک پر ہی نظر جمی ہوئی تھی۔ آپ نوجوان اور قوی ہیکل جوان نظر آتے تھے۔ جیسے اٹھارہ سال کی عمر کے ہیں۔ ریش مبارک ذرا سرخی لئے ہوئے تھی۔ جیسے چاند کے گرد ہالا نظر آیا کرتا ہے۔ اور نہایت اعلیٰ اور مصفی گندمی رنگ تھا۔ آپ نے ہاتھوں کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے دائیں دستِ مبارک سے کترا ہوا کھوپرا اور کاغذ کی گولیاں سی بنی ہوئی میرے دائیں ہاتھ کی ہتیلی پر رکھیں۔ فرمایا ان کو کھا لو۔ میں نے فوراً ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر منہ میں ڈال لیں۔ اور نگل لیں۔ فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔ اور میں اسیوقت اٹھکر فراغت حاصل کرکے وضو کرکے نماز عشا بھی پڑھی۔ اور نوافل بھی پڑھی۔ مگر درود شریف کا ورد میری زبان پر جاری ہی رہا۔ پھر اذان ہو گئی۔ میں نے صبح کی نماز بھی گھر میں ہی ادا کی۔ اس پاک رویا کا مجھ پر یہ اثر ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے ہیں۔ اور خدا کے پاک بندوں میں سے ہیں۔

میں نے جناب مولانا پیر جی سراج الحق صاحب نعمانی جمالی سے سوال کیا۔ حضرت صاحب کے اخلاق کیسے ہیں۔ جناب مولانا سراج الحق صاحب اور آپ کے بڑے بھائی جناب شاہ خلیل الرحمٰن صاحب میرے اس سوال سے حیرت زدہ ہو کر بولے محمد اسمٰعیل تمنے بڑا گہرا اور فلسفیانہ سوال کیا ہے۔ کوئی معجزہ کرامت دریافت کیوں نہیں کی۔ میں نے جواب دیا اخلاق ہی وہ چیز ہیں جو انسان کی پاکیزگی پر اور اعلےٰ سے اعلےٰ مقام کا پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ اور اخلاق سے یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس شخص کا خدا تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے۔ اگر اخلاق اچھے نہ ہوں تو اس شخص سے خدا تعالیٰ کی دوری کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔

جناب مولانا سراج الحق صاحب نعمانی جمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا ذکر شروع کر دیا۔ اسی ذکر سے مجھے یہ یقین ہوتا چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے ایسے رنگین ہو گئے۔ کہ عین محمد صلے اللہ علیہ وسلم بن گئے۔ بس آپ اخلاق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مجسم بن گئے۔ جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں خدائے عزوجل پنہاں ہو گیا تھا۔ آپ میں بھی خدائے عزوجل پنہاں ہو گیا ہے۔ بس جب میرا یقین کامل ہو گیا۔ تب میں نے سرساوہ میں ہی اپنی احمدیت کا اعلان کر دیا۔ اور میرے ساتھ مخالفت کا بازار بھی گرم ہو گیا۔

۲۶ رمئی یوم وفات مسیح موعود
احمدیہ انٹر کالیجیٹ کے زیر اہتمام جلسہ

مولوی عبدالوہاب عمر خلف خلیفہ اول رضی سکرٹری احمدیہ انٹر کالیجیٹ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۶ مئی کو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں احمدیہ ہوسٹل میں ایک جلسہ ہوگا۔ سیرت مسیح موعود کی کاپیاں غیر احمدیوں اور ایسوسی ایشن کے ممبروں میں مفت تقسیم کی جائینگی۔ ذکر حبیب پر تقریریں ہونگی۔ مولانا عبدالوہاب عمر خلیفہ اول کے نام مسیح موعود کے چند خطوط سنائیں گے۔ "احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائیکورٹ انگریزی زبان میں تقریر فرمائیں گے۔ تحریک جدید کی ساری سکیم نوجوانوں کے آگے پیش کی جائیگی۔

عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے

شاہ مصر کے محل میں میرے آقا کا تذکرہ

۱۹۲۶ء میں میں مصر میں تھا۔ ایک شخص عبدالرحمن نامی نے جو ریاست مالدیپ کا باشندہ تھا۔ اور عرصہ بیس سال سے مصر میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے میرے خلاف پراپیگنڈا شروع کیا۔ اور کہنا شروع کیا۔ کہ یہ شخص مصر میں کفر کی اشاعت کرتا ہے وہ بڑے بڑے بااثر لوگوں کے پاس جاتا اور ان کے جذبات کو ابھارتا۔ اسی طرح اس نے شاہی قصر کے باش آغا کو بھی جو خصیوں کا افسر تھا۔ اپنے ساتھ ملا لیا۔ باش آغا قصر میں ایک بااثر شخص تھا۔ آغا حبشی النسل خصی تھا۔ مختلف زبانوں کا ماہر اور شاہ مصر کے پاس آنے سے قبل سلاطین ٹرکی کے پاس باش آغا رہ چکا تھا۔ چونکہ آغوات دن رات بیگمات میں کام کرتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ اور ملکہ عام طور پر ان پر مہربان رہتے ہیں۔ اور اس مہربانی کی وجہ سے لوگ ان کو خوش کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ وزراء تک بھی ان کا لحاظ کرتے تھے۔ اس شخصیت کے مالک نے عبدالرحمن سے وعدہ کیا۔ کہ وہ مجھے اپنے اثر اور رسوخ سے نکلوا دے گا۔

اڑتی اڑتی خبر مجھے ملی کہ تمہارے لئے فضا بہت خراب ہو رہی ہے۔ اور تمہارے لئے ایسا حکم نکلنے والا ہے۔

حسن بے انصاری ایک بزرگ تھے۔ مجھ سے عقیدت مند تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ باش آغا سے ملنا چاہیئے۔ میں نے اتمام حجت کے لئے اس تجویز کو پسند کیا۔

حسن بے نے وعدہ کیا۔ کہ وہ مجھے ملانے کا اہتمام کرے گا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ مصری لوگ ماہ رمضان میں جاگتے رہتے ہیں۔ حسن بے کیساتھ اتفاق کر کے میں شاہی قصر کی طرف روانہ ہوا۔ قصر عابدین کے کھلے میدان میں جگہ جگہ بجلی جگمگا رہی تھی۔ قصر کے سامنے چپہ چپہ پر پولیس اور فوج کے سپاہی کھڑے تھے۔ بعض سوار گھوڑوں پر یوں کھڑے تھے۔ گویا بت بنے ہوئے ہیں۔ حسن بے نے آگے بڑھ کر سپاہی کو بتلایا کہ انکو قصر میں جانے کی اجازت حاصل ہے۔ سپاہی کے پاس ایسے لوگوں کی لسٹ لکڑی کے کھونٹے میں لٹک رہی تھی۔ اس نے فہرست میں نام موجود پاکر ان کو اندر جانے کی اجازت دی۔ میں باہر سپاہی کے پاس کھڑا رہا۔ حسن بے نے باش آغا سے میرے متعلق کہا کہ ہندوستانی اخبار نویس باہر موجود ہے۔ اندر سے فوراً ایک خصی آیا۔ اور مجھ کو ساتھ لے گیا۔ آہنی جنگلہ گذر کر میں قصر کے اندرونی میدان میں چلنے لگا۔ اور دو تین منٹ کے بعد ہم قصر عابدین کے اندر داخل ہوگئے۔ خوبصورت سنگی عمارت کے بعض حصے گذر کر ہم ایک کمرے کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ جو ایک بڑا ہال تھا۔ سرخ مخملی قالین اور سرخ ریشمی کپڑوں پر منڈھے ہوئی کرسیاں اور کوچیں پڑی ہوئی تھیں۔ نیز بڑے شاندار بکور رکھے تھے۔ کمرے کے دروازہ پر حسن بے اور آغا نے میرا استقبال کیا۔ ذرا آگے بڑھا۔ تو ہمیں علماء کا ایک گروہ ملا۔ جو اس وقت آغا کو ملنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ مصافحہ کرنے کے بعد مجھے ایک قیمتی صوفے پر بٹھایا گیا۔

معمولی خوش آمدید کے بعد میں نے ذکر کیا۔ کہ میں وہی شخص ہوں جس کے اخراج کی سازش میں تم شریک ہو۔ میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ میں تم پر اتمام حجت کروں۔ اور تم کو بتلاؤں۔ کہ اصل واقعات کیا ہیں۔ مجھے اس کا ڈر نہیں کہ مجھے نکالا جائیگا۔ ہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ تم کو ٹھوکر اور غلطی سے بچاؤں۔ آغا میری اس گفتگو سے حیران ہوا۔

میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے اور دیگر مسلمانو کے عقائد میں کیا فرق ہے۔ میرا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اور قرآن کریم سے آپ کی وفات ثابت ہے۔ اور جب آپ کی وفات کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو مسیحیت کا قصر زمین پر گر پڑتا ہے۔ کیونکہ تثلیث کا ایک رکن بیٹا تھا۔ اگر اس کی وفات ثابت ہو جائے۔ تو مسیحیت کا کچھ نہیں رہتا۔

پس مسیح کی موت مسیحیت کی موت ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ اور ہمارے مخالف علماء کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح جو بشریت کے جامہ میں آئے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے کھاتے رہے۔ اور پیتے رہے۔ اب دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔

آغا۔ تمہاری بات معقول ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ قرآن میں تو لکھا ہے۔

یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ

محمود عرفانی۔ اس میں تو توفی پہلے اور رفع بعد میں ہے۔

آغا۔ عجیب میں نے پہلے کبھی خیال نہ کیا تو علماء سے خطاب کرتے ہوئے یا حضرات المشائخ آپ جواب دیں۔

ایک مولوی ہم تاویل کرتے ہیں۔ استاذ محمود معانی کو صریح نص کے مطابق بیان کرتا ہے

محمود عرفانی نص صریح کی تاویل تو ہوتی ہی نہیں۔

آغا۔ یا حضرات المشائخ! پھر ہمارا عقیدہ کیا ہے

علماء یہ کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ ہیں۔

آغا۔ مگر نص کے خلاف۔

ایک مولوی۔ لیکن علماء اس پر متفق ہیں۔

آغا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔

آغا نے مصری قاعدے کے مطابق مجھ سے اب تک چائے پانی تک اسی بغض کی وجہ سے نہیں پوچھا تھا۔

میری اس گفتگو سے متأثر ہو کر گھنٹی بجائی ایک خصی حاضر ہوا۔ اس نے رکوع کی حالت میں ہو کر سلام کیا۔ یہ خصی نہایت عمدہ سموکنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اسے آغا نے کہا۔

آغا۔ ھات القھوہ بالسکر یعنی میٹھا قہوہ لاؤ۔

خصی۔ ایک دفعہ پھر جھکا۔ اور سلام کر کے نکل گیا۔

آغا۔ نعم نعم۔ زدنی علماً یا شیخ الھند ہاں ہاں اے شیخ الہند میرے علم میں اضافہ کرو

محمود عرفانی۔ تو میں نے بتلایا۔ کہ میرا پہلا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مسیح فوت ہو گیا۔ میرا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ ہم قائل ہیں کہ مسیح پھر دنیا میں آئیگا اور قرآن کریم مردوں کے حق میں کہتا ہے۔ انھم لا یرجعون۔ وہ واپس نہیں آ سکتے۔

اس لئے امت محمدیہ سے ایک شخص اس لقب سے ملقب ہو کر آئیگا۔ وہ مسیح اس لئے ہوگا۔ کہ اس کو نبی کریمؐ سے وہی نسبت ہوگی۔ جو مسیح کو موسیٰ سے تھی۔ وہ مسیح کی طرح جدید شریعت نہیں لائیگا۔ وہ شریعت محمدیہ کا ناسخ نہیں ہوگا۔ اور وہ حسب فرمان نبوی کسر صلیب اور قتل خنزیر کریگا۔ اس سے مراد اس مذہب کو دلائل سے توڑ دے گا۔ جس کا انحصار صلیب پر ہے۔ اور اس کی دعاؤں سے خنزیر طبع لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔

اسی اثناء میں قہوہ آیا اور میں نے پی لیا۔

آغا میری اس گفتگو سے اس قدر متأثر ہوا کہ اس نے میرے لئے تین دفعہ قہوہ منگوایا اور پھر چوتھی دفعہ چائے منگوائی۔

میں نے حضرت سیدنا و مرشدنا مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو کھول کھول کر بتلایا۔ اور آپ کے معجزات پر بحث کی۔ اور اسے سنائے۔

آغا۔ تعجب سے سر ہلاتا تھا۔ اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کہ میری کتنی عمر ہے۔

محمود عرفانی۔ میرا خیال ہے چالیس ہوگی

آغا۔ نہیں ستر ہے۔ اگر میرے اولاد ہوتی۔ تو میرا پوتا تمہاری عمر کا ہوتا ہے۔ میں سلطان عبدالحمید کا بھی باش آغا تھا۔ میں نے ٹرکی کے اتنے بادشاہ دیکھے۔ اس قدر علماء کی صحبت اٹھائی۔ مگر میں نے یہ باتیں آج تک نہ سنیں۔

محمود عرفانی۔ اس لئے کہ یہ باتیں زمین کی نہیں۔ خدا کا مامور و مرسل آسمان سے لایا۔ اور اس نے اپنا کلام بچوں کے منہ میں ڈالا۔ پس یہ باتیں میری نہیں اس کی ہیں۔ جو آسمان سے لایا۔ اور چونکہ یہ باتیں آسمان کی ہیں۔ اس لئے تم زمین کے لوگوں سے کیسے سن سکتے تھے۔

آغا۔ میں آپ کی باتیں سنکر بہت خوش ہوا۔ سیدنا احمد کی روح پر بہت بڑے سلام ہوں۔ کیا انہوں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

محمود عرفانی۔ ہاں لکھی ہیں۔ اور میں چند ایک

اپنے ساتھ لایا ہوں۔ یہ آپ کی نظر ہیں۔

میں آپ کا بہت بہت ممنون ہوں۔ عبدالرحمٰن نے مجھے آپ کے متعلق غلط رپورٹ دی۔ میں اسپر بہت نادم ہوں۔

محمود عرفانی۔ پھر اس کی سزا۔

آغا۔ نے گھنٹی پر انگلی رکھی۔ خادم آیا۔ اسے کہدیا کہ عبدالرحمٰن کا نام قصر میں داخل ہونے والوں کی فہرست سے کاٹ دیں۔ جو میرے سامنے کاٹ دیا گیا۔

ڈھائی گھنٹے کی لمبی گفتگو کے بعد میں اٹھا۔ آغا نے مجھے شاہی دروازے سے گذارا۔ میں دروازے کی وسعت میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں یہاں گذرنے سے ویسا ہی نیک فال لیتا ہوں۔ جیسے صحابہ نے ایران سے مٹی کا بورا اٹھانے کے وقت لیا۔ تم میرے اخراج کا فیصلہ کر رہے تھے۔ اور اب مجھے بادشاہ کے دروازے سے گذار رہے ہو۔ بس وقت آئیگا کہ احمدیت مصر میں اس قدر پھیلے گی کہ قصر شاہی تک پہنچ جائیگی۔ اور اب اس قصر کی اینٹیں گواہ رہینگی۔ کہ میں نے اس قصر کے ایک کمرے میں ڈھائی گھنٹے اپنے آقا کا نام بلند کیا۔

شاہ حجاز کے محل میں دو احمدی مبلغ

غالباً ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ قبلہ حضرت عرفانی اور مولانا نیر حج کے لئے گئے۔ نجد کے بدوی۔ اور عرب کے فولادی انسان۔ اور حجاز کے بادشاہ کے حضور باریاب ہوئے۔ عرب بادشاہ کا کمرہ قالینوں سے سجا ہوا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف راستے چھوڑ کر عربی صوفے پڑے تھے۔ گرانڈیل لمبے قد کا۔ لمبے چہرے اور چھوٹی ڈاڑھی والا عرب بادشاہ۔ لمبا کرتہ۔ اور قیمتی جبہ اور عکالی پہنے بیٹھا تھا۔ جماعت احمدیہ کے نمائندے اس کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ نہ جھجکنے والا عرفانی نرم اور میٹھی باتیں کرنے والا نیر پیش ہوئے۔

احمدیت کے نمائندوں نے بادشاہ سے احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہمارے موجودہ امام حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد نے حجاز کے موجودہ انقلاب پر فرمایا تھا۔ کہ

عرب کو ایک ایسے آدمی کی سخت ضرورت تھی۔ جیسے ابن سعود ہے۔ پس یہ عرب کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کو ایسا انسان مل گیا۔

شاہ حجاز اس کلام کو سنکر سرو قد کھڑا ہو گیا اور اس نے تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔

شیخ سنوسی تک

افریقہ کے صحرا میں ایک بادیہ نشین صاحب اقتدار عرب جو علم و فضل میں نامور اور فنون سپہ گری میں کامل و ماہر۔ اور شوکت و سطوت والا عرب شیخ سنوسی تھا۔ جن کی وفات نے گذشتہ سال عالم اسلامی کو غمگین کر دیا۔

شیخ سنوسی۔ اکثر حج کے لئے آتے تھے۔ جس سال ہمارے یہ دونو بزرگ حجاز گئے ہوئے تھے۔ اسی سال شیخ موصوف بھی گئے ہوئے تھے۔ اور اپنے رواق میں جو خاص ان کی ملک تھا۔ ٹھہرے ہوئے ہمارے

ان دونوں بزرگوں نے عالم تصوف کے اس زبردست پیر کو مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کیا۔

شیخ موصوف نے جلدی سے کہدیا۔ کہ میرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ حضرت عرفانی صاحب قبلہ نے فوراً جرأت سے کہا کہ کیا آپ نے ان کے لٹریچر کو پڑھ لیا ہے۔ اور یقین کر لیا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔

شیخ۔ نہیں میں نے ان کا لٹریچر نہیں پڑھا۔

عرفانی۔ پھر کس قدر افسوس ہے۔ کہ آپ جیسا زبردست مذہبی انسان اتنے بڑے دعوے پر غور کرنے کے بغیر یہ کہدے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔

شیخ نے کہا۔ بیشک مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے بلا سوچے سمجھے ایسا کہدیا۔ بیشک اتنا بڑا دعویٰ اس قابل نہیں تھے۔ کہ اس کو اس طرح سے رد کر دیا جائے۔

الغرض

اس طرح میرے آقا کا تذکرہ اگرچہ طرابلس کے صحرا میں جا کر کسی احمدی نے نہیں پہنچایا۔ لیکن طرابلس کے شہزادے اور سنوسی فرقہ کے راہنما تک حجاز میں دو احمدیوں نے پہنچا کر حق تبلیغ ادا کر دیا۔

محمود احمد عرفانی

ہمارے سلسلہ کا جدید لٹریچر

خدا کے فضل سے روزانہ ہمارے سلسلہ میں جدید لٹریچر کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ میرے پاس بعض کتابیں اور ٹریکٹس ریویو کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ میں اس نمبر میں مفصل ریویو کرتا۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی بڑی گنجائش صفحات میں نہیں رہی۔ تاہم میں اس خاص نمبر میں ان کا تذکرہ شائع کر دیتا ہوں۔ اور مفصل ریویو پھر کسی نمبر میں شائع کر دوں گا۔

اناجیل کا یسوع اور قرآن کا مسیح

یہ ایک لطیف کتاب ہے۔ جو ۱۹۲ صفحوں پر جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی امیر جماعت احمدیہ پشاور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب ہمارے سلسلہ میں اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے جس میں حضرت مسیح کے متعلق جس قدر معلومات اناجیل اور قرآن کریم میں موجود ہیں۔ وہ سب پورے اور صحیح حوالہ جات اور ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر دئے ہیں۔ اس کتاب کے بعد اناجیل اربعہ کی ورق گردانی اور قرآن شریف کی سورتوں سے آیات کو جمع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

یہ کتاب احمدی مبلغین کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور ایک زبردست حربہ ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔

کتاب کی قیمت صرف ۳ر فی کاپی ہے۔ جو اصل لاگت کے برابر ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس کتاب کی خوب اشاعت کی جائے۔ کتاب پریزیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ صوبہ سرحد مرکز مسجد احمدیہ پشاور کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

دستور الارتقاء

یہ سورۃ الاسراء کی ایک لطیف تفسیر ہے۔ جو مولوی عبداللطیف صاحب خانپوری نے لکھی ہے اور مولوی عبداللطیف صاحب گجراتی مالک کتب خانہ ایشیائی نے ۲۸۸ صفحوں پر شائع کی ہے۔ میں نے اس تفسیر کو بعض مقامات سے پڑھا ہے۔ تفسیر واقعی لطیف ہے۔ اور پھر اس میں لطیفہ ہے کہ مصنف بھی لطیف اور ناشر بھی لطیف ہے۔ اس تفسیر کی قیمت اس کی لطافت کے مقابلہ میں بالکل کم ہے۔ یعنی قسم اول عہ اور قسم دوم ۱۲؍ صرف

احباب حکیم عبداللطیف صاحب گجراتی مالک کتب خانہ ایشیائی سے طلب کریں۔

شہاب افضال رب ذوالجلال

خاندان حضرت خواجہ مظہر جمال کے حالات ان کے نبیرہ میاں جمیل احمد نے شائع کئے ہیں جس میں مولوی عبیداللہ صاحب بسمل کے حالات بھی ہیں۔ خاندان خواجہ مظہر جمال صوفیوں اور گدی نشینوں کا خاندان تھا۔ ان کے حالات پڑھنے سے بھی روحانیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

خواہشمند حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بسمل محلہ دارالفضل قادیان سے طلب کریں۔

مولوی ابوالفضل صاحب محمود

مولوی ابوالفضل صاحب کی مساعی قابل شکریہ ہیں جنہوں نے اشاعت سلسلہ کے لئے بہت بڑا کام شروع کیا ہوا ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کر رہے ہیں۔ جو سیروں کے حساب سے فروخت کر رہے ہیں۔ اس وقت تک وہ ۵۷ ہزار ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں۔ جن کے صفحات کی تعداد نو لاکھ بارہ ہزار صفحے بنتے ہیں۔

اس وقت انکو ۷۱ ٹریکٹ شائع کرنے کا فخر حاصل ہے۔ اور کشتی نوح چھوٹے سائز پر شائع کر رہے ہیں احباب کو چاہیئے ان ٹریکٹوں کو منگوا کر بکثرت شائع کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی ابوالفضل محمود قادیان

دو احمدی ہیڈ ماسٹروں کی اعلیٰ کارگذاری
میٹرکولیشن کے اعلیٰ نتائج

مکرمی محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے سکول میں بیس لڑکے میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے۔ اور سب کے سب پاس ہو گئے۔ چار لڑکے فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہو گئے۔

اسیطرح خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کہروڑ پکا ضلع ملتان کے سکول سے ۱۹ لڑکے شریک امتحان ہوئے۔ اور ۱۸ کامیاب ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدی اساتذہ کس قدر دیانت سے کام کرتے ہیں۔ جو لوگ احمدی ٹیچروں کو اسلامی سکولوں سے نکالنے کی تحریکیں کیا کرتے ہیں۔ وہ سبق حاصل کریں۔

عبدالوہاب عمر

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بطور طبیب جسمانی کے

انبیاء کو چونکہ روحانی احیاء کی قوت دی جاتی ہے۔ اور روح کا جسم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جسم کے متعلق بھی علم دیا جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ العلم العلمان علم الادیان والعلم الابدان۔ پس انبیاء کو علم الابدان سے بھی حصہ دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس علم سے حصہ وافر ملا تھا۔ حضور نے مختلف وقتوں میں مختلف نسخے کھلائے۔ مگر کسی نے ان کو جمع کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ ورنہ یہ بھی ایک دلچسپ باب تیار ہو جاتا ہے۔ آج اس باب کا سیرت نمبر سے افتتاح کر دیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ احباب اس پر مزید اضافہ کر سکیں۔ وباللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

آفتاب کہہ رہا ہے۔ کہ میں وہ ہوں۔ کہ جس پر تمام گرمی و سردی و روشنی کا مدار ہے۔ جو ۳۶۵ صورتوں میں تین سو پینسٹھ قسم کی تاثیریں دنیا میں ڈالتا ہے۔ اور اپنی شعاؤں کے مقابلہ سے گرمی اور اپنے انحراف شعاعوں سے سردی پیدا کرتا ہے اور اجسام اور اجسام کے مواد اور اجسام کی شکلوں اور حواس پر اپنی حکومت رکھتا ہے۔ زمین کہہ رہی ہے۔ کہ میں وہ ہوں۔ کہ جس پر ہزارہا ملک آباد ہیں۔ اور جو طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی اور طرح طرح کے جواہر اپنے اندر تیار کرتی اور آسمانی تاثیرات کو عورت کی طرح قبول کرتی ہے۔ آگ بزبان حال کہہ رہی ہے۔ کہ میں ایک جلانے والی چیز ہوں۔ اور بالخاصیت قوت احراق میرے اندر ہے۔ اور اندھیرے میں قائم مقام آفتاب ہوں۔ اسی طرح زمین کی ہر ایک چیز بزبان حال اپنی ثنا کر رہی ہے۔ مثلاً حنا کہتی ہے۔ کہ میں دوسرے درجہ کے آخری حصہ میں گرم اور اول درجہ میں خشک ہوں۔ اور بلغم اور سودا اور صفرا اور اخلاط سوختہ کا مسہل ہوں۔ اور دماغ کی منقی ہوں۔ اور صرع اور شقیقہ اور جنون اور صداع کہنہ و درد پہلو و ضیق النفس و قولنج و عرق النسا و نقرس و تشنج عضل و داء الثعلب و داء الحیہ اور حکہ اور جرب اور بثور کہنہ اور اوجاع مفاصل بلغمی و صفراوی مخلوط باہم اور تمام امراض سوداوی کو نافع ہوں۔ اور ریوند بول رہی ہے۔ کہ میں مرکب القویٰ ہوں۔ اور دوسرے درجہ کی پہلے مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں۔ اور بالعرض مبرد بھی بوجہ شدت تحلیل ہوں۔ اور رطوبات فضلیہ اپنے اندر رکھتی ہوں۔ مجفف ہوں۔ قابض ہوں۔ جالی ہوں اور منضج اور مقطع مواد لزجہ ہوں۔ اور سموم باردہ کا تریاق ہوں۔ خاصکر عقرب کے لئے اور اخلاط غلیظ اور رقیقہ کا مسہل ہوں۔ اور حیض اور بول کی مدر ہوں۔ اور جگر کو قوت دیتی ہوں اور اس کے اور نیز طحال اور امعاء کے سدے کھولتی ہوں۔ اور ریحوں کو تحلیل کرتی ہوں۔ اور پرانی کھانسی کو مفید ہوں۔ اور ضیق النفس اور سل اور قرحہ ریہ و امعا اور استسقا کی تمام قسموں اور یرقان سدی اور اسہال سدی اور ماساریقا اور ذوسنطاریا اور تحلیل نفخ اور ریاح اور اورام باردہ احشاد تخمہ و مغص و بواسیر و بواسیر و تپ ربع کو مفید ہوں۔ اور جدوار کہتی ہے۔ کہ میں تیسرے درجہ کے اول مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں۔ اور حرارت غریزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہوں اور مفرح اور مقوی قوسے اور اعضائے رئیسہ دل اور دماغ اور کبد ہوں۔ اور احشاء کی تقویت کرتی ہوں۔ اور تمام گرم اور سرد زہروں کا تریاق ہوں۔ اور اسی وجہ سے زرنباد اور مشک اور تحبیل کا قلیل حصہ اپنے ساتھ ملا کر تیز آبہ گوگرد اور آب قاقلہ سفید اور آب پودینہ اور آب بادیاں کے ساتھ ہیضہ وبائی کو باذن اللہ بہت مفید ہوں۔ اور مسکن اوجاع اور مقوی باصرہ ہوں۔ اور تفتیت حصاۃ اور قلع قولنج و حصر البول و دفع تپ ربع میں نفع رکھتی ہوں۔ اور بقدر نیم مثقال گزیدہ مار اور عقرب کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہوں۔ یہاں تک کہ عقرب جرارہ کی بھی زہر دور کرتی ہوں۔ اور بید مشک اور عرق نیلوفر کے ساتھ دل کے ضعف کو بہت جلد نفع پہنچاتی ہوں۔ اور کم ہوتی ہوئی نبض کو تھام لیتی ہوں۔ اور گلاب کے ساتھ وجع مفاصل کو مفید ہوں۔ اور سنگ گردہ اور مثانہ کو نافع ہوں۔ اگر بول بند ہو جائے۔ تو شیرۂ تخم خیارین کے ساتھ جلد اس کو کھول دیتی ہوں۔ اور قولنج ریحی کو مفید ہوں۔ اور اگر بچہ پیدا ہونے میں مشکل پیش آجائے۔ تو آب عنب الثعلب یا حلبہ یا شیرۂ خار خسک کے ساتھ صرف دو دانگ پلانے سے وضع حمل کرا دیتی ہوں۔ اور ام الصبیان اور اکثر امراض دماغی اور اعصابی کو مفید ہوں۔ اور اورام مغابن یعنی پس گوش اور زیر بغل اور بن ران اور خناق اور خنازیر اور تمام اورام حلق کو نفع پہنچاتی ہوں۔ اور طاعون کے لئے مفید ہوں۔ اور سرکہ کے ساتھ پلکوں کے ورم کو نفع دیتی ہوں۔ اور دانتوں پر ملنے سے ان کے اس درد کو دور کر دیتی ہوں۔ جو بوجہ مادہ باردہ ہو۔ اور بواسیر پر ملنے سے اسکی درد کو ساکن کر دیتی ہوں۔ اور آنکھ میں چکانے سے رمد بارد کو دور کر دیتی ہوں۔ اور احلیل میں چکانے سے نافع حبس البول ہوں۔ اور مشک وغیرہ ادویہ مناسبہ کے ساتھ باہ کے لئے سخت مؤثر ہوں۔ اور صرع اور سکتہ اور فالج اور لقوہ اور استرخاء اور رعشہ اور خدر اور اس قسم کی تمام امراض کو نافع ہوں۔ اور اعصاب اور دماغ کے لئے ایک اکسیر ہوں۔ اور اگر میں نہ ملوں۔ تو اکثر باتوں میں زرنباد میرا قائم مقام ہے

درد شقیقہ

منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری

مجھے درد شقیقہ کی بیماری تھی۔ میں نے اپنی بیماری کا حال بیان کیا۔ تو حضور نے حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور ایک روپیہ دے کر فرمایا۔ کہ ایک سیر پختہ دودھ لاؤ۔ حافظ صاحب اسی وقت دودھ لے آئے۔ حضور نے اسی وقت اپنے صندوق میں سے مصری نکالی۔ پھر کونین کی ایک پڑی نکالی۔ اور فرمایا۔ کہ اسکو کھا کر دودھ پی لو۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضور میں نے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ فرمایا۔ کہ کوئی ہرج نہیں چنانچہ میں نے کونین کھا کر دودھ پی لیا۔ فرمایا کہ درد شقیقہ دراصل ایک قسم کا بخار ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ درد شروع ہونے سے قبل ایک گھنٹہ کونین کا انتظام کیا جائے۔

میں کچھ عرصہ کونین کا استعمال کرتا رہا۔ اور اب خدا کے فضل سے عرصہ تیس سال سے پھر مجھے درد شقیقہ نہیں ہوا۔

کمزوری معدہ

میں نے ایک دفعہ کمزوری معدہ کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ میرے والد صاحب جب کشمیر میں ملازم تھے۔ تو ان کو ایسی بیماری ہو گئی تھی۔ کہ وہ جو غذا کھاتے تھے ہضم نہ ہوتی تھی۔ تو انہوں نے منور کا استعمال کیا۔ اس سے اسقدر فائدہ ہوا۔ کہ وہ اگر ثقیل سے ثقیل غذا بھی کھا لیتے۔ تو فوراً ہضم ہو جاتی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ منور معدہ کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

سونف

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ سونف دماغ اور نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ فرمایا۔ کہ جب سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ تو سونف کے کھیت میں سے گزرتا ہے۔ اور اسکی نظر تیز اور بحال ہو جاتی ہے۔

شہد

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے شہد کھایا تھا۔ جو نہایت خوشبو دار اور لذیذ تھا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ عسل خالص اعلیٰ صفات اور خوبیاں رکھتا ہے۔ اور میں اسکا ہمیشہ استعمال کرتا ہوں۔ فرمایا میں ایک دفعہ جب ریاضت کرتے کرتے خشک روٹی کے چوتھے حصے پر پہنچ گیا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ تک یہی عمل رہا۔ میں اسوقت شہد کا شربت پیا کرتا تھا۔ اور شربت پینے سے میرے کل اعضاء کو بہت تقویت پہنچتی تھی۔ اور اگر شربت نہیں پیتا تھا۔ تو اعضاء میں ضعف اور درد سا معلوم ہوتا تھا۔

مرض اٹھرا

میرے گھر میں یہ مرض تھی۔ حضور نے ولایتی فولاد جو پانی میں ڈالنے سے خون کی طرح ہو جاتا ہے۔ تجویز فرمایا۔ اس سے اسقدر فائدہ ہوا۔ کہ پھر کوئی بچہ ضائع نہ ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میں نہایت افسوس سے اس خبر کو شائع کر رہا ہوں۔ کہ کل مورخہ ۲۲ مئی کو بوقت دو بجے محترمی ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کا جوان ہونہار بچہ سید محمد احمد بیگ بیمار رہ کر ۲۴ گھنٹے کے اندر فوت ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ جماعت قادیان کے ہر فرد کو از حد ہمدردی ہے۔ اور ہم خود بھی اس صدمہ کو بری طرح محسوس کرتے ہیں۔ مگر خدا کے کاموں میں کسی کو دخل نہیں۔ بعد نماز عصر مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور بچوں کے مقبرے میں دفن ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے حوصلے اور رضا بالقضاء کی میں داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے بڑے حوصلے سے اس تلخ پیالے کو پی لیا۔ اللہ تعالے ان کو اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے خاندان کے دیگر ممبروں کو صبر کا کامل اجر عطا فرمائے۔

بھائی احمد دین صاحب ٹیلر ماسٹر کی وفات

یہ خبر بھی افسوسناک ہے۔ کہ اس ہفتہ بھائی احمد دین صاحب ٹیلر ماسٹر جو مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز کے والد تھے۔ ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہو گئے مرحوم مہاجر تھے۔ اور نہایت نیک طبیعت رکھتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھے گئے طبیعت خاموش رکھتے تھے۔ اور اسلام کے فدائی تھے۔ اللہ تعالے مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مدارج دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔

ہم کو ان کے ورثاء سے بھی پوری اور قلبی ہمدردی ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ہمارے دشمن

آج دشمنانِ احمدیت ہر طرف سے ...... یہ یہ اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نہ تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کرتے ہیں۔ اور اس طرح قرآن کریم پر بھی ان کا ایمان نہیں۔ اور نہ اسلام سے ان کو کوئی تعلق ہے۔

اسی پراپیگنڈا سے لوگوں کو بہکانا چاہتے ہیں۔ ان امور کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی کثرت سے اپنی کتب میں دیا ہے۔ خاص نمبر کے کالموں میں گنجائش نہیں۔ کہ ان حوالجات کو جمع کر دیا جائے۔ مگر اس مناسبت سے حضور کے منظوم کلام میں سے میں کچھ کلام اس مناسبت سے دے رہا ہوں۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ اور عشق الٰہی

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے

مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سَو سَو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سُو ہوا یہی ہے

دلبر کی راہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باولا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کرکے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

مدح النبی بزبان مسیح موعود علیہ السلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسےٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اسلام اور میرا آقا

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

تحریک جدید اور اعلیٰ قربانیوں کیلئے تیاری

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں نے سادگی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے کہ تم اعلیٰ قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ محنت اور مشقت برداشت کرنے کی تم میں طاقت پیدا ہو۔ مشکلات اور تکالیف برداشت کر سکو۔ اور جب تمہارے پاس مال ہوگا۔ تو تم اعلیٰ قربانی کرنے کے قابل ہو سکو گے۔ دل کی قربانی سے مال مہیا نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن جب دل کی قربانی ہوگی۔ اور تمہارے پاس مال بھی ہوگا۔ تو اسے تم پیش کر سکو گے۔ پس سادہ کھانا کھاؤ۔ سادہ کپڑے پہنو۔ اور کفایت شعاری سے گذارہ کرو۔ اپنی آمدنی میں سے چندے دو۔ اور ایک حصہ امانت فنڈ میں جمع کراؤ۔ پھر اپنے پاس بھی کچھ جمع کرو۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دین کے خلاف ہے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ کہ کم از کم ¼ حصہ جمع کرتے جاؤ۔ پس جب تک تمہیں یہ آواز نہیں آتی۔ کہ سب کچھ لے آؤ۔ اس وقت تک کچھ نہ کچھ جمع کرتے جانا چاہیئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کیا یہ صرف تین سال کے لئے ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ تین سال کی میعاد تو ایسی ہی ہے۔ کہ جب کوئی جانور چلتا نہ ہو۔ تو اسے چلانے کے لئے گھاس دکھائی جاتی ہے پھر جب چل پڑے۔ تو چلتا ہی جاتا ہے۔

میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ مشکلات کب تک دور ہوں گی۔ میں نے مشکلات دور کرنے کی تدابیر پیش کی ہیں۔ اور یہ خیال کیا ہے۔ کہ جب جماعت ان پر کاربند ہو جائیگی۔ تو پھر ان پر عمل کرتی رہیگی۔ پس یہ تدابیر فتح حاصل ہونے تک کے لئے ہیں۔ ان پر عمل کرانے کے لئے جبر اسیلئے نہیں کیا گیا۔ کہ عمل کرنیوالوں کو ثواب زیادہ حاصل ہو۔ اگر کوئی ان تدابیر پر عمل نہیں کرتا۔ تو نہ اسے ہم جماعت سے نکالیں گے اور نہ اسے بُرا کہیں گے۔"

دوستوں کو جہاں سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہے۔ وہاں یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ نہ صرف اپنے ماہوار چندے اور چندہ تحریک ادا کریں۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی آئندہ اعلیٰ مالی قربانی کے لئے بھی اپنی آمدنی میں سے پس انداز کریں۔ اور اسے امانت فنڈ تحریک جدید میں جمع کراتے جاویں۔ تا اس وقت جبکہ آواز آوے۔ کہ سب کچھ دین کے لئے حاضر کردو۔ اس وقت احباب پیش کر سکیں۔ پس احباب کو سادہ زندگی اور کفایت شعاری اختیار کرتے ہوئے آئندہ کے لئے امانت فنڈ تحریک جدید ادا میں ماہوار جمع کرنا چاہیئے۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

سلسلہ کیلئے سب کچھ قربان کرو

مشروط بیعت کوئی چیز نہیں

حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں :-

ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے۔ جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے وہ اپنی

جان و مال۔ عزت۔ آبرو۔ اولاد۔ جائیداد

غرض ہر چیز خدا۔ رسول اور اس کے نمائندوں کے اوپر قربان کر چکا۔ اب کوئی چیز اسکی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرہ بھر بھی شبہ ہے۔ وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا۔ تو وہ میری بیعت کو چھوڑ دے۔ جس بیعت میں نفاق ہو۔ وہ وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے۔ جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے۔ اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت میں نہیں ...... مشروط بیعت کوئی بیعت نہیں بیعت وہی ہے جس میں ہر چیز قربان کرنے کے لئے انسان تیار ہو۔ پس میرا ہر حکم جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت ہو۔ جس کے خلاف کوئی نص صریح موجود نہ ہو۔ اسے ماننا آپ کا فرض ہے۔ جب اجتہاد کا موقعہ آجاوے تو وہی اجتہاد صحیح ہوگا جو میرا ہے اس میں لازماً پابندی کرنا آپ کا فرض ہے سوائے اس کے کہ کوئی مجھے مشورہ دیدے۔ باقی تعمیل میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا

حقیقی قربانی کا ثبوت

ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آجاوے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھریگا اس کا ایمان کھویا جاوے گا۔ پس اس قدر لوگوں کا سکیم کے معلوم ہونے سے پہلے ہی اپنے آپ کو پیش کر دینا ایک مبارک بات ہے۔ سوال یہ ہے کیا صرف دعوے سے خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ ہر طرح قربانی کی امید تب ہی ہو سکتی ہے جب اس سے پہلے انسان بعض چھوٹی قربانیاں کر چکا ہو۔ پس میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ مجھے کسطرح یقین ہو کہ آپ لوگ اس سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہوں گے۔ جبکہ جماعت کا ایک بڑا حصہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے چندوں میں بھی سست ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے پاس آئے۔ اور کہے کہ میں دس روپے دینے کو تیار ہوں۔ لیکن تقاضہ پر ایک روپیہ بھی نہ دے۔ تو کسطرح سمجھا جاوے کہ اس نے سچا وعدہ کیا۔ پس میں آپ لوگوں کے وعدوں کو نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ میں آپ لوگوں کی قربانی کا حقیقی ثبوت دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے بھی تیار ہیں یا نہیں۔ جب مجھے یقین ہو جاوے۔ کہ ادنیٰ قربانی جس کا آپ سے سلسلہ دیر سے مطالبہ کر رہا ہے۔ اسے آپ نے پورا کر دیا ہے"

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے یہ ارشادات پیش کرتے ہوئے التماس ہے کہ کیا آپنے قربانی کا یہ ثبوت دیدیا ہے یعنی آپنے جو وعدہ حضرت امیر المومنین کے حضور چندہ تحریک جدید کا کیا تھا اُسے پورا کر دیا ہے؟ اب کوئی رقم آپکے ذمہ چندہ تحریک جدید میں سے نہیں ہے؟ اگر ہے تو اس کو پڑھتے ہی اپنے وعدہ کا ایفا کرتے ہوئے رضائے الٰہی حاصل فرما دیں والسلام

خاکسار

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

سلسلہ کی موجودہ حالت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

اور بعینہ یہی حالت آجکل ہو رہی ہے۔ دشمنوں نے یہ محسوس کر لیا ہے۔ کہ یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اگر اسے مزید بڑھنے دیا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد ہم اس کی ترقی روک نہ سکینگے۔ اسلئے وہ ہر طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ہمیں آج وہی نظارہ پیش ہے جو حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں پیش آیا تھا۔ ہمارا حسین اسوقت کربلا کے میدان میں ہے اور یزید کا لشکر سامنے پڑا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں کمانیں کھچی ہوئی ہیں۔ اور تیر حسینؓ کے سینے کی طرف چھوٹنے والے ہیں۔ پس جو چاہے کوفہ والوں کی طرح ایک طرف ہو جاوے۔ جو چاہے آگے آئے اور قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے اور کہے کہ جو تیر سلسلہ کے لئے چھوڑا جاویگا۔ میں اُسے خود اپنے سینے پر کھاؤں گا۔ اور جو ایسا کرینگے وہی برکت والے ہوں گے۔ جن کے دلوں میں اخلاص نہیں یا اخلاص کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ظاہر کر دے گا۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ یہ نہیں کہ دوسروں کو مجبور کریں کہ آگے بڑھو۔

یاد رکھو جو اس جنگ میں مرتا ہے۔ وہ درحقیقت زندہ ہوتا ہے۔ پس دوسروں کا فکر نہ کرو۔ بلکہ اپنا فرض ادا کرو۔ جو قربانی کر سکتا ہے۔ مگر نہیں کرتا وہ کوفہ والوں کی طرح ہے۔ جو اگرچہ جانتے تھے کہ حضرت امام حسینؓ حق پر ہیں۔ مگر ان کی امداد کے لئے میدان میں نہ آئے۔ جو دشمن ہوں اور نقصان والے۔ خواہ منافقوں میں سے ہوں۔ خواہ کافروں میں سے وہ یزیدی ہیں اور یزید کا لشکر ہیں۔ پس جو اسوقت میدان میں آتے ہیں وہ حضرت امام حسینؓ کے ساتھیوں کی طرح ہیں"

سلسلہ کی موجودہ نازک حالت

پیش کرتے ہوئے اُن احباب کرام سے جنھوں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا ہے اور مالی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ اُن سے التماس ہے کہ اپنے وعدہ کا عملی ایفا کرتے ہوئے اپنے اخلاص کا ثبوت دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے رضا حاصل فرما دیں۔ پس آپ نے

اگر اپنا وعدہ پورا نہ کیا

اور کچھ تھوڑا حصہ بھی وعدے سے باقی ہے تو

فوراً ادا کرکے ثواب دارین حاصل کریں

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے

خاکسار
برکت علی خان
فنانشل سکرٹری
تحریک جدید

گورنر پنجاب کے نام تار

مولوی عبد الوہاب صاحب عمر سکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ نے مندرجہ ذیل تار ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کو ارسال کیا ہے احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور میں احرار کے جلسہ منعقدہ ۱۶ دسمبر کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے۔ نظموں اور تقریروں میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بدزبانی کی گئی ہے۔ مفصل خط میں تحریر کر رہا ہوں۔